دل کی بات

صوبہ پختونخواہ کا مطالبہ

اے این پی اور ایم کیو ایم کی مسلم لیگ سے ناراضی!

گزشتہ ماہ سے ملک کی سیاسی فضا میں خاصی گرمی اور گھما گھمی آگئی ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی اور ایم کیو ایم مسلم لیگ کی حلیف جماعتوں کی صورت میں اُفقِ سیاست پر جلوہ گر تھیں۔ مگر میاں نواز شریف کی حکومت کا ایک سال مکمل ہونے پر یہ دونوں جماعتیں اُن سے ناراض ہوگئیں۔ اے این پی اور ایم کیو ایم نے صدرِ مملکت جناب محمد رفیق تارڑ کے پارلیمینٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کا بائیکاٹ کیا اور انکے ارکانِ اسمبلی واک آؤٹ کر گئے۔ پیپلز پارٹی کا واک آؤٹ تو یقینی اور روائیتی تھا لیکن حلیفوں کی اچانک بےوفائی غیر متوقع تھی۔ ادھر اے این پی نے صوبہ سرحد کا نام صوبہ "پختونخواہ" رکھنے کا مطالبہ کردیا۔ بلکہ سرحد اسمبلی سے اکثریت کے ساتھ قرارداد بھی منظور کرالی۔ طُرفہ تماشا یہ ہے کہ سرحد اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے ارکان نے "پختونخواہ" قرارداد کے حق میں ووٹ دیا۔ جبکہ پارٹی کی چیئر پرسن باقی صوبوں میں اسے ملک کے خلاف سازش قرار دے رہی ہیں۔ ایم کیو ایم کو اپنا درد ہے۔ جناب الطاف حسین نے نواز شریف کا بھائی اور حلیف بن کر جو امیدیں اُن سے وابستہ کی تھیں وہ بَر نہیں آئیں۔ "متحدہ اور حقیقی" کے تصادم میں وہ نواز شریف صاحب کو اپنے پہلو میں دیکھنا چاہتے تھے اور ایسا نہ ہوسکا اے این پی نے بظاہر تو صوبہ سرحد کا نام "پختونخواہ" رکھنے کا مطالبہ کیا اور اس میں کوئی قباحت نہیں تھی اس مسئلہ کو کسی بھی بہتر طریقے سے حل کیا جاسکتا تھا۔ مگر جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں وہ سراسر علیحدگی پسندی، لسانی اور صوبائی تعصب پر مبنی ہیں۔ ریکارڈ کے مطابق انتخابات میں انہیں تنہا کبھی بھی اتنی نشستیں حاصل نہیں رہیں۔ یہ اکثریت بہرحال انہیں مسلم لیگ کا حلیف بن کر ہی حاصل ہوئی۔ اے این پی کی قیادت نے کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں بھی صوبائی تعصب کا رنگ بھرا اور اب "پختونخواہ" کے مسئلہ پر بھی "خوامخواہ" تعصب کا رنگ بھر رہی ہے ملک کے سیاسی حلقوں کو خوشی تھی کہ اے این پی اور ایم کیو ایم اب صوبائی تعصب کے دائروں سے نکل کر سیاست کے قومی دھارے میں شامل ہوگئی ہیں۔ لیکن یہ خوشی جلد ہی مایوسی میں بدل گئی۔ یہ ہے جمہوری اتحادی سیاست کا عبرتناک انجام۔

اے این پی اور ایم کیو ایم کی قیادت کے قومی دھارے سے دوبارہ صوبائی دائرے میں جانے

کے اسباب کیا تھے؟ جناب وزیراعظم اوران کی جماعت مسلم لیگ کے لئے یہ سوال فکر انگیز ہے وہ حکومت کے رویوں سے مایوس ہو کر اس راستے پر آنکلے ہیں یا کسی سازش کے تحت؟ جواب مسلم لیگ ہی کے ذمہ ہے لیکن اے این پی اورایم کیو ایم کی قیادت کو بھی اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہیے۔ پاکستان کی سلامتی اور بقا تو اختلافی مسئلہ نہیں۔ اسے ہی مقدم سمجھ لیں اور پاکستان کے حال پر رحم کریں۔

"بسنت"........... کافرانہ ثقافت

گزشتہ ماہ لاہور میں ترقی پذیر ملک کے ترقی پسند پاکستانیوں نے بسنت کا تہوار منایا۔ پاکستان ٹیلیویژن ، ایس ٹی این اور اخبارات نے اس خالص کافرانہ رسم بد کو فروغ دینے میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا وہ یقیناً ایک قومی جرم ہے۔ قیام پاکستان سے قبل ہندو اور سکھ مل جل کر یہ تہوار منایا کرتے تھے۔ بعض مسلمانوں کو نام نہاد رواداری کا ہیضہ ہوتا تو وہ بھی اس گنگا میں نہا لیتے۔ ہندو اور سکھ بھی اپنے اس تہوار کو کسی سلیقے سے منایا کرتے۔ لیکن یہ صورت حال نہ تھی جواب ہے۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی زبانی آج کا پیش منظر کچھ یوں ہے۔

"لاہور میں بسنت کا تہوار جوش وخروش سے منایا گیا، دکانوں پر پتنگیں ختم ہو گئیں۔ زبردست مہنگائی ، لوگوں نے منہ مانگے دام دیکر پتنگیں خریدیں، ۴۰۰ افراد زخمی ، ۵۰ زخمیوں کی ہسپتال میں حالت نازک، ۵ ہلاک، ۶۳ گرفتار، ایک بندوق، ٦ ماؤزر، ۳ ریوالور، ۳ شاٹ گنیں، ۲ بارہ بور کی شاٹ گنیں، ۳۳ میوزک ڈیک اور ۱۴ لاؤڈ سپیکر، پولیس نے قبضہ میں لے لئے۔ بجلی کے کئی ٹرانسفارمر خراب، ہلاکتیں فائرنگ اور دھاتی تار سے اڑائی جانے والی پتنگوں کے بجلی کے تاروں میں الجھنے سے ہوئیں، بڑی کوٹھیوں اور بنگلوں میں جشن، جوان لڑکیوں اور لڑکوں کی کلاشنکوف سے فائرنگ، بھنگڑے ، لڈی ناچ، گانے، بوکاٹا اور موسیقی کی دھنوں کے شور میں زبردست پتنگ بازی ، کروڑوں کا جوا ، شرطیں اور بڑھکیں۔ قصر حمید شاہ جمال میں بڑی تقریب، امریکی سفارت کار ڈین موزینو، بھارتی مہمان ہندوؤں اور سکھوں، پیپلز پارٹی کی مرکزی اور صوبائی قیادت کی بھرپور شرکت، پی پی رہنماؤں ، پولیس اور عوام کا مشترکہ بھنگڑا اور بھنگڑے میں زبردست پیچ لڑاتے رہے۔ ٹیلی ویژن سے امریکی سفارت کار کے تاثرات بھی نشر کئے گئے۔"

اگر آپ شریف آدمی ہیں تو اس منظر کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کیجئے۔ اس بدتمیزی،